قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 21 جنوری 2021ء | 07 جمادی الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:18

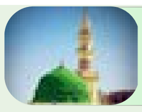

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تُو اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ، اللہ تعالیٰ تیرا خیال رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھ تو اسے اپنے پاس پائے گا۔ جب کوئی چیز مانگنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ۔ اگر مدد مانگنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ۔

(ترمذی کتاب صفة القیامة)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

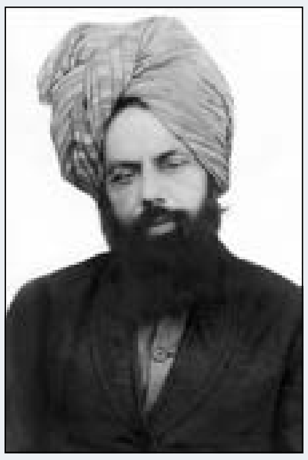

حکیمِ مطلق

ہزار ہزار شکر اُس قادرِ مطلق کا جس نے انسان کی رُوح اور ہر یک مخلوق اور ہر ذرّہ کو محض اپنے ارادہ کی طاقت سے پیدا کرکے وہ استعدادیں اور قوتیں اور خاصیتیں اُن میں رکھیں جن پر غور کرنے سے ایک عجیب عالمِ عظمت اور قدرتِ الٰہی کا نظر آتا ہے اور جن کے دیکھنے اور سوچنے سے معرفتِ الٰہی کا کامل دروازہ کھلتا ہے۔ اُسی قادرِ توانا کی مدح اور حمد میں محو رہنا چاہیئے جس کی ایجاد کے بغیر کوئی ایک چیز بھی موجود نہیں ہوئی وہی ایک ذات عجیب الحکمت وعظیم القدرت ہے جس کے فقط حکمی طاقت سے جو کچھ وجود رکھتا ہے پیدا ہوگیا۔ ہر ایک ذرہ اَنْتَ رَبِّی انت ربّی کی آواز سے زبان کشا ہے۔ ہر ایک جان انت مالکی انت مالکی کی شہادت سے نغمہ سرا ہے۔ وہی حکیمِ مطلق ہے جس نے انسانی روحوں کو ایک ایسا پُرمنفعت جسم بخشا کہ جو اِس جہان میں کمالات حاصل کرنے اور اُس جہان میں اُن کا پورا پورا حظ اُٹھانے کے لئے بڑا بھارا یار و مددگار ہے۔ روح اور جسم دونوں مل کر اس کے وجود کو ثابت کر رہے ہیں۔ اور ظاہری باطنی دونوں قوتیں اُس کی شہادت دے رہی ہیں۔ وہی محسنِ حقیقی ہے جس نے وفاداری سے ایمان لانے والوں کو ہمیشہ کی رستگاری کی خوشخبری دی اور اپنے صادق عارفوں اور سچے محبوں کے لئے اس جنتِ دائمی کا وعدہ دیا جو بدرجۂ اکمل و اتم مظہر العجائب ہے جس کی نہریں اسی دنیوی حیات میں جوش مارنا شروع کرتی ہیں۔ جس کے درخت اسی جگہ کی آبپاشی سے نشوونما پاتے جاتے ہیں۔ اُسکی قدرت وحکمت ہر جگہ اور ہر چیز میں موجود ہے اور اُس کی حفاظت جو ہر یک چیز کے شامل حال ہے اُسکی عام خالقیت پر گواہ ہے۔ اس کی حکیمانہ طاقتیں بے انتہا ہیں کون ہے جو اُنکی تہ تک پہنچ سکتا ہے۔ اُس کی قادرانہ حکمتیں عمیق در عمیق ہیں۔ کون ہے جو اُن پر احاطہ کرسکتا ہے۔ ہر یک چیز کے اندر اُسکے وجود کی گواہی چھپی ہوئی ہے۔ ہر یک مصنوع اُس صانع کامل کی راہ دکھلا رہا ہے۔ موجود بوجود حقیقی وہی ایک رب العالمین ہے اور باقی سب اُس سے پیدا اور اُس کے سہارے سے قائم اور اُس کی قدرتوں کے نقشِ قدم ہیں۔

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 50تا52)

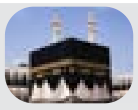

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَ تَسْبِیْحَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ

(النور:42)

ترجمہ: کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی ہے جس کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور پَر پھیلائے ہوئے پرندے بھی۔ ان میں سے ہر ایک اپنی عبادت اور تسبیح کا طریقہ جان چکا ہے۔ اور اللہ اس کا خوب علم رکھنے والا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ اپنے مقربوں کے لئے کس طرح غیرت کا اظہار فرماتا ہے اور مخالفوں کو کس طرح ختم کرتا ہے، اس بارے میں آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ پھر کس طرح غیرت دکھاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

’’پس جس وقت توہین اور ایذا کا امر کمال کو پہنچ گیا اور جو ابتلا خدا کے ارادہ میں تھا وہ ہو چکا۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ کی غیرت اس کے دوستوں کیلئے جوش مارتی ہے۔ اور خدا ان کی طرف دیکھتا ہے اور ان کو مظلوم پاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ ظلم کئے گئے اور گالیاں دیئے گئے اور ناحق کافر ٹھہرائے گئے اور ظالموں کے ہاتھوں سے دکھ دیئے گئے۔ پس وہ کھڑا ہوتا ہے تا کہ ان کے لئے اپنی سنت پوری کرے اور اپنی رحمت کو دکھلائے اور اپنے نیک بندوں کی مدد کرے۔ پس ان کے دلوں میں ڈالتا ہے تا کہ پورے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔ اور صبح شام اس کی جناب میں تضرّع کریں اور اسی طرح اس کی سنت اس کے مقربین کی نسبت جاری ہے۔ پس آخر کار دولت اور مدد ان کے لئے ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ ان کے دشمنوں کو شیروں اور پلنگوں کی غذا کر دیتا ہے...‘‘ (شیروں اور چیتوں کی غذا کر دیتا ہے) ... اور اسی طرح مخلصوں میں سنت اللہ جاری ہے وہ ضائع نہیں کئے جاتے اور برکت دیئے جاتے ہیں اور حقیر نہیں کئے جاتے اور بزرگ کئے جاتے ہیں۔‘‘

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 198)

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- تمہیں زمانہ جو گالیاں دے تو چپ ہی رہنا خدا سے کہنا (منظوم)
- تعارف سورۃ الدخان (44 ویں سورۃ)
- حضرت سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ سے متعلق سنہری یادیں
- حضرت منشی خادم حسین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ

دربارِ خلافت

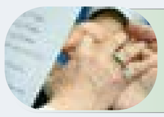

ان کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بچیاں دے کر ان کے لئے آگ سے بچنے کے لئے انتظام کر دیا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر ہمارے معاشرے کی ایک یہ بھی بیماری ہے کہ جس کے ہاں صرف بیٹیاں پیدا ہو جائیں یا زیادہ بیٹیاں پیدا ہو جائیں وہ بیٹیوں کے حقوق اس طرح ادا نہیں کرتے جس طرح اولاد کے کرنے چاہئیں۔ بلکہ بعض تو باقاعدہ اپنی بیٹیوں کو کوسنے بھی دیتے رہتے ہیں اور بعض بچیاں تو اتنی تنگ آ جاتی ہیں کہ لکھتی ہیں کہ لگتا ہے کہ ہم ماں باپ پر بوجھ بن گئے ہیں، ہمیں تو اب اپنی موت کی خواہش ہونے لگ گئی ہے۔ تو ایسے ماں باپ کو جو بیٹیوں سے اس قسم کا سلوک کرتے ہیں خوف کرنا چاہئے۔ ان کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بچیاں دے کر ان کے لئے آگ سے بچنے کے لئے انتظام کر دیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جسے زیادہ بیٹیوں سے آزمایا گیا اور اس نے ان پر صبر کیا تو اس کی بیٹیاں اس کے لئے آگ سے پردے یا ڈھال کا باعث ہوں گی۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جاء فی النفقۃ علی البنات والأخوات)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک یتیم یا دو یتیموں کو پناہ دی اور پھر اس پر ثواب کی نیت سے صبر کیا تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ میں اور وہ جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے جس طرح شہادت کی انگلی اور ساتھ والی انگلی ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔

(المعجم الاوسط جلد ۸ صفحہ ۲۲۷)

تو یتیموں کی پرورش کرنا اور ان کو حوصلے اور ہمت سے اپنے گھروں میں رکھنا اور اپنے بچوں کی طرح ان سے سلوک کرنا، یہ بڑی نیکی کا کام ہے اور اس حدیث میں ایسا کام کرنے والوں کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے جو یتیموں کو پالتے ہیں کیونکہ پیار اور محبت سے کسی کے بچے کو پالنا اور پھر اس کی سب باتوں کو حوصلے اور صبر سے برداشت کرنا اور ان کی تربیت کرنا اور اپنی کمائی میں سے حوصلے اور ہمت سے خرچ کرنا اپنی بعض خواہشات پر صبر کرتے ہوئے ان کو دبانا اور یتیم بچوں کے اخراجات پورے کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے یہ بہت بڑی نیکی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بہت بڑی خوشخبری فرمائی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَۃِ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مَرۡحَمَہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے۔ اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۰، ۶۱۔ البدر ۸ جولائی ۱۹۰۴)

اگر اس اصول پہ عمل کریں تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی کسی کا عیب بیان کرے۔ نہ آپ چالیس دن دعا کریں گے اور نہ عیب بیان ہوگا۔ یہ بہت اہم نصیحت ہے کہ اگر کسی سے کوئی تکلیف بھی پہنچے اس میں کوئی عیب بھی دیکھو تو بجائے لوگوں میں پھیلانے کے ان کے لئے دل میں رحم پیدا کرو، ان کے لئے دعا کرو، اس پر صبر کرو اور صبر اور مستقل مزاجی سے اس کے لئے دعا کرو، اگر یہ باتیں کسی معاشرے میں پیدا ہو جائیں تو کیا اس معاشرے میں کوئی مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے؟ بہت ساری برائیاں معاشرے سے ختم ہو جائیں۔ اب جماعتی زندگی میں انسان کو صبر کا کس طرح مظاہرہ کرنا چاہئے۔ یعنی ہمارے اندر جو نظام ہے اس کے اندر وہ یہی ہے کہ امیر کی یا کسی عہدیدار کی طرف سے اگر زیادتی بھی ہو جائے تو برداشت کریں، صبر کریں، حوصلہ دکھائیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ خلیفہ وقت تک اس کی شکایت پہنچا دیں لیکن اپنی اطاعت میں کبھی فرق نہ آنے دیں۔ حدیث میں آیا ہے، حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے امیر میں ایسی بات دیکھی جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ صبر کرے یاد رکھو کہ جس نے جماعت سے بالشت بھر بھی انحراف کیا اور وہ اسی حالت میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن)

ہمیں ان حدیثوں میں مختلف صورتوں میں اور مختلف موقعوں پر صبر کی تلقین کی گئی ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہ اگر صبر کرو گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا قرب پاؤ گے، میری جنتوں کے وارث ٹھہرو گے۔ لیکن جب دعا کرنے کے طریقے اور سلیقے سکھائے تو یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے صبر مانگو بلکہ فرمایا کہ مجھ سے میرا فضل مانگو اور ہمیشہ ابتلاؤں سے بچنے کی دعا مانگو۔

(خطبہ جمعہ 13/ فروری 2004ء)

تمہیں زمانہ جو گالیاں دے تو چپ ہی رہنا خدا سے کہنا

تمہیں زمانہ جو گالیاں دے تو چپ ہی رہنا خدا سے کہنا
یہی تو سچوں کا راستہ ہے کہ ظلم سہنا خدا سے کہنا

میں کیا ہوں میری بساط کیا ہے مجھے سکھایا گیا یہی ہے
ہمیشہ پلکوں پہ موتیوں کا سجا کے گہنا خدا سے کہنا

زمانے والے جو تنگ کریں تو خدا کی رسی کو تھام رکھنا
پکڑ کے رکھا ہے تیری رحمت کا ہم نے ٹہنا خدا سے کہنا

یہ طور میں نے اُنہی سے سیکھا حضورِ انور کا ہے طریقہ
خدا کے آگے بہانا آنسو بہاتے رہنا خدا سے کہنا

نبی کی سنت بھی جانتے ہیں اُسی پہ اپنا عمل ہے پیہم
لباسِ تقویٰ وہ دے گئے تھے جو ہم نے پہنا، خدا سے کہنا

جو مار ڈالیں گے میرے دشمن یہ موت آخر انہی کی ہو گی
مجھے تو اچھا لگے تمہارا شہید کہنا خدا سے کہنا

یہی دعا ہے کہ تجھ سے قائم ہو اِن کا رشتہ محبتوں کا
ہوں تیرے پیارے یہ میرے بچے یہ بھائی بہنا خدا سے کہنا

مرے بزرگوں کی آخری بس یہی وصیت تھی مجھ کو احمد
ہے خوش نصیبی رہِ خدا میں لہو کا بہنا ، خدا سے کہنا

مبارک احمد سید

مترجم: ابو سلطان

تعارف سورۃ الدخان (44 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 60 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

ابن عباس اور ابن زبیر سمیت جملہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سورت مکی دور کے وسط کی ہے۔ نوڈلکے کے نزدیک اس کا وقت نزول نبوت کے چھٹے یا ساتویں سال کا ہے۔ سابقہ سورۃ کے اختتام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مغموم دل کی کیفیت بیان کی گئی تھی کہ آپ کی بھرپور کوشش کے باوجود آپ کی قوم نے آپ کے پیغام پر کان نہیں دھرے۔ آپ کی پر درد دعاؤں کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی غلطیوں سے صرف نظر کریں اور خدا سے اس کا رحم مانگیں کیونکہ آپ کی دعائیں خدا کے فضل کو کھینچیں گی اور انہیں ان کی غلطی کا احساس ہوگا اور وہ آپ کی بات سننے لگیں گے۔

موجودہ سورت کے آغاز میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم جو حقائق کو کھول کر بیان کرتا ہے روحانی تاریکی کے وقت میں نازل ہوا ہے تا کہ انسان کو گناہ سے چھٹکارا دلوائے۔ یہ سورت حٰم سے شروع ہونے والی سورتوں کے گروپ میں پانچویں نمبر پر ہے۔ سابقہ سورت کی طرح اس سورت کا آغاز بھی قرآنی وحی کے مضمون سے ہوا ہے اگرچہ اس کی شکل اور سیاق و سباق الگ ہے۔ اس کا آغاز اس مضمون سے ہوا ہے کہ جب کبھی بھی تاریکی زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور انسانیت اخلاقی گراوٹ کی دلدل میں پھنس جاتی ہے تو خدا ایک نبی مبعوث کرتا ہے اور اسے نیا پیغام دیتا ہے تا کہ دنیا میں زندگی کی ایک نئی لہر پیدا کرے۔

انبیاء علیہم السلام تاریکی کے ایسے وقتوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور اب جبکہ انسانیت کی اخلاقی ضروریات کا شدید تقاضا تھا اور روحانی تاریکی حد سے بڑھی ہوئی تھی تو خدا نے اپنے سب سے بلند مرتبہ رسول کو مبعوث کیا اور آپ کو آخری اور اکمل ترین شریعت یعنی قرآن کریم سے نوازا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مبعوث ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے خدا کے رسول اپنے اپنے وقت کی ضرورت پر ظاہر ہوتے رہے ہیں جن میں سے ایک نہایت قابل ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں (جن کا ذکر اس سورۃ میں کیا گیا ہے)۔

پھر اس سورت میں فرعون اور اس کی قوم کے خوفناک انجام کی قابل افسوس تفصیل بیان کی گئی ہے کہ وہ ذلت اور اذیت کے ساتھ عذاب میں مبتلا کیے گئے اور خدا نے بنی اسرائیل کو اپنے خاص فضلوں سے نوازنے کے لیے چن لیا اس طرح خدا لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی برپا کیا کرتا ہے۔ یہ سورت مزید بتاتی ہے کہ انسانی زندگی کا ایک بہت بڑا مقصد (عبادت الٰہی) ہے، اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے خدا دنیا میں اپنے رسول مبعوث کیا کرتا ہے۔ اس سورۃ کا اختتام اس بیان پر ہوا ہے کہ اسلامی اصول و ضوابط نہایت واضح اور معقول طریق پر سکھا دئے گئے ہیں۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا یہ سلوک ہم نے دیکھا اور دشمنوں کو اس نے ذلیل و خوار کیا۔ ایک بار نہیں دو بار نہیں، بار بار کئی مرتبہ اور مختلف علاقوں میں، مختلف ملکوں میں دشمنان احمدیت کی ذلت اور رسوائی اور تباہی ہم نے دیکھی۔ پس آج بھی یہ نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ میں پھر افراد جماعت کو اور خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ مخالفین احمدیت کے خلاف خدا تعالیٰ کی لاٹھی چلے گی اور ضرور چلے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ چھوٹے پیمانے پر اس کے نظارے ہم دیکھتے بھی ہیں، دیکھتے رہتے ہیں لیکن اگر وسیع پیمانے پر جلد یہ نظارے دیکھنے ہیں تو پاکستان میں رہنے والے ہر احمدی اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے ہر احمدی کو خدا تعالیٰ سے قرب اور تعلق میں بڑھنے کی ضرورت ہے۔ پس دنیا کو پیچھے دھکیلیں۔ خدا تعالیٰ سے قرب میں بڑھتے چلے جائیں اور اس کے بڑھتے چلے جانے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے تا یہ نظارے ہم جلد تر دیکھ سکیں۔ عمومی طور پر دنیا کے احمدیوں کو بھی خاص طور پر اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے تا کہ دنیا میں شیطان کی حکومت کا جلد خاتمہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقربین کی حکومت دنیا میں قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کے کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور ان لوگوں میں شامل ہونے کی بھی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 2 مئی 2014)

آج کی دعا

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ، وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ۔ اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ، اَللّٰھُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ، وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَکَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ آیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارے تابع کر دیا حالانکہ ہم میں اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں تھی اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جانے والے ہیں (الزخرف:14-15) اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری مانگتے ہیں اور ایسا عمل جسے تو پسند کرے۔ اے اللہ! ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی مسافت کو ہم پر تھوڑا کر دے۔ اے اللہ تو ہی سفر میں رفیق سفر اور گھر میں نگران ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی تکلیفوں اور رنج وغم سے اور اپنے مال اور گھر والوں میں برے حال میں لوٹ کر آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے، خاص اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اسی کی تعریف کرنے والے ہیں۔

(صحیح مسلم کِتَابُ الْحَجِّ باب مایَقُوْلُ اِذارَکِبَ اِلَی سَفَرِ حدیث: 3275)

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی سفر سے واپس آنے کی جامع دعا ہے۔

سیدنا حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور اجازت مانگی کہ مجھے سیر و سیاحت کی اجازت دیجئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''بلاشبہ میری امت کی سیر و سیاحت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ہے۔''

(سنن ابو داؤد کِتَابُ الْجِہَادِ بَابٌ فِی النَّہْیِ عَنِ السِّیَاحَةِ حدیث:2486)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دن چڑھے سفر سے واپس ہوتے تو بیٹھنے سے پہلے مسجد میں جاتے۔ مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز پڑھتے تھے۔

(صحیح بخاری کِتَابُ الْجِہَادِ وَالسِّیَرِ بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ حدیث:3088)

مریم رحمٰن

مجید احمد سیالکوٹی دفتر پی ایس اِسلام آباد یوکے

استاذی المحترم حضرت سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ سے متعلق سنہری یادیں

قسط 3

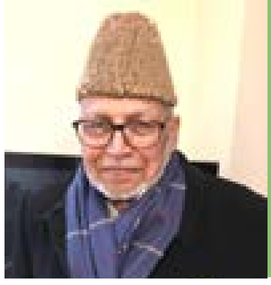

مجاہد فورس میں شمولیت

حضرت میر صاحب نے حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہو کر دفاعِ پاکستان کی ایک حکومتی پالیسی مجاہد فورس میں نئے مربیان کو بھرتی کروایا۔ ہم تین کلاسوں کے لڑکے اس میں بھرتی ہوئے۔ ہر سال ایک ماہ کی ٹریننگ ہوتی تھی۔تقریباً سب لڑکے ہی صحتمند اور جذبہ رکھنے والے تھے۔ہمارے انسٹرکٹر بعض اوقات اپنی فوجی زبان یا جو عام طور پر لوگ بولتے ہیں، استعمال کرتے جس کا ہم کو سامنا کرنا پڑتا۔ ہم میں بعض لڑکے بہت متقی تھے۔انہیں یہ فوجی زبان پسند نہ آئی۔ وہ شاید ان کی بھی تربیت کرنا چاہتے تھے۔بات میر صاحب اور حضور تک پہنچی۔ایک دن بلا کے ہمیں سمجھایا کہ دیکھو تمہارا کام ہے سیکھنا۔اگر ان کے مارچ کرانے، گرنیڈ چلانے میں نقص ہے تو تمہارا اعتراض ٹھیک ہے، لیکن اگر ان کی زبان ہی عام اخلاق سے گری ہوئی ہے تو یہ ان کی عادت ہے اور ان کی مجبوری ہے۔اس کی پروامت کرو۔اپنے مقصد کو پانے کی کوشش کرو۔ چنانچہ اس کے بعد لڑکے مزید ذوق وشوق سے ٹریننگ لیتے رہے اور رینک حاصل کیے اور چنیوٹ جا کر مختلف بٹالین کے مقابلہ میں بھی اول آئے۔حضرت میر صاحب ہمارا مقابلہ دیکھنے خود بڑی شان سے بڑے خوبصورت لباس میں خوبصورت عینک لگائے دلجوئی اور حوصلہ افزائی کیلئے چنیوٹ کی گراؤنڈ میں موجود تھے۔آپ کی شخصیت اتنی پرکشش اور خوبصورت تھی کہ ہر افسر بھی وہاں ہیچ لگ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت حسن عطا فرمایا تھا۔ مردانگی اور جرأت کا بہترین نمونہ تھے۔شخصیت پُرکشش اور باوقار تھی، چھا جاتے تھے۔

* 13 اپریل 1972 کو خاکسار کی نائیجیریا کیلئے روانگی تھی۔سب عزیز رشتہ دار جامعہ کے طلبہ اور دوست ربوہ ریلوے سٹیشن پر الوداع کیلئے موجود تھے۔حضرت میر صاحب، حضرت مولانا عبدالمالک صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد اور دوست بھی ہار لیے الوداع کرنے کیلئے موجود تھے۔میرے لیے جدائی اور جذبہ خدمت دین کیلئے دور دراز ملک میں جانا عجیب جذباتی کیفیت پیدا کئے ہوئے تھا۔

نعروں کی گونج میں حضرت میر صاحب نے پر درد دعا اور نمناک آنکھوں سے الوداع کیا۔حضرت مولانا عبدالمالک صاحب مرحوم تو فیصل آباد تک ساتھ گئے۔ ان کی دعاؤں نے مجھے سہارا دیا اور منزل پر پہنچ کر کام کرنے کی توفیق بخشی۔

حضرت میر صاحب سے رابطہ رہا۔ ان کی دعائیں پہنچتی رہیں۔ جب بھی اپنی صحت کا بتایا یا لکھا تو لکھا کہ بس چوں چوں ہو رہی ہے، بلڈ پریشر کی سخت تکلیف تھی اور شدید سر درد میں مبتلا رہتے تھے اور سلسلہ کی بیشمار ذمہ داریوں کو سنبھالتے تھے۔جس طرف بھی دیکھیں حضرت میر صاحب ہی ہوا کرتے تھے۔ جامعہ کے پرنسپل، ناظر درویشان قادیان، افسر جلسہ سالانہ، انچارج دار الیتامیٰ ربوہ، صدر خدام الاحمدیہ، صدر انصار اللہ، جماعتی دعوتوں کے منتظم اعلیٰ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دستِ راست اور حقیقی سلطانِ نصیر تھے۔

☆…☆…☆

خاکسار کی پہلی تقرری بطور مربی گلگشت کالونی ملتان شہر میں ہوئی۔ وہاں حضرت میر صاحب کے بھانجوں محترم ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب محترم ملک خالد ظفر صاحب محترم ملک طارق احمد کھوکھر صاحب اور محترم ملک زبیر کھوکھر صاحب کی کوٹھی ہے۔ ان کے والد مکرم ملک عمر علی صاحب ملک کے رئیس اور بہت بڑے نواب زمیندار تھے۔ ان کا شمار ملتان کے وڈیروں میں ہوتا تھا۔آپ جماعت احمدیہ ملتان کے امیر بھی رہے تھے۔موصوف حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے داماد تھے۔ ان کی وفات پر غیر احمدی رشتہ داران ان کو ملتان میں ہی دفن کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت میر داؤد صاحب ان کی باڈی ربوہ لانے میں کامیاب ہو گئے جہاں بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

خاکسار جب گلگشت کالونی کے مربی ہاؤس پہنچا تو مکرم ملک عمر علی صاحب کی بطور امیر جماعت خدمات کا تذکرہ سنا اور بڑی خوشی ہوئی۔ پھر ان کی کوٹھی جانے کا اتفاق ہوا بہت وسیع عریض رقبہ پر مشتمل تھی۔ کالونی میں ایک سے ایک بڑھ کر کوٹھی تھی۔ پندرہ سولہ کوٹھیاں تو احمدیوں کی تھیں۔ بہت اعلی تعاون کرنے والی جماعت تھی۔محترم مولوی برکت اللہ صاحب مربی انچارج حسین آگاہی ملتان میں رہائش پذیر تھے۔ ان کا گھر احمدیہ مسجد سے ملحق تھا۔ لیکن گلگشت کالونی بھی عموما آتے جاتے تھے۔ بڑے سوشل تعلق رکھنے والے تجربہ کار مربی تھے۔محترم ملک فاروق صاحب کی کوٹھی میں کھانے یا دعوت پر ملاقات ہوتی۔

حضرت میر داؤد صاحب نے مجھے ربوہ سے چلنے سے پہلے کہہ دیا تھا کہ میں نے اپنے بھانجوں کو لکھ دیا ہے کہ مجید کی ڈیوٹی گلگشت کالونی میں لگی ہے۔ اس لئے درس القرآن اور نمازوں کیلئے مسجد جایا کرو۔ یہ سب بھائی بڑے محبت کرنے والے تھے۔گلگشت کالونی میں رمضان المبارک گزارا اعتکاف بھی بیٹھا۔ ایک دو ماہ کے بعد میری تبدیلی ملتان سے ڈیرہ غازی خان بطور مربی ضلع ہوگئی۔

ملتان میں بھٹو کے الیکشن سنہ 1970 کا گرما گرم ماحول دیکھنے کا موقعہ ملا اور سیاست کو سمجھنے اور سیاسی لوگوں سے ملنے کا موقعہ ملا۔محترم ملک فاروق کھوکھر صاحب محترم برکت اللہ صاحب مربی ضلع اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی ملتان آمد پر صاحبزادہ فاروق ذوالفقار علی بھٹو مصطفیٰ کھر اور دیگر شخصیات مشتاق اعوان وغیرہ سے ملنے کا موقعہ ملا۔ جماعت نے بھٹو کی بہت مدد کی۔ بھٹو سیٹ جیت گیا۔ اور احراریوں جماعت اسلامی کے نمائندوں کو شکست ہوئی۔مظفر گڑھ میں کھر جیتا اور نواب نصر اللہ اپنی سیٹ کھو گئے۔ بری طرح ناکام ہوئے۔ بڑے بڑے برج الٹ گئے۔ پیپلز پارٹی غیر معمولی مارجن سے جیت گئی۔ اس کا کریڈٹ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو جاتا ہے، جنہوں نے حکمت اور بصیرت سے پالیسی وضع کی اور بھٹو کو کامیاب کیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بھٹو سے انگریزی میں ہی بات کرتے۔ بھٹو بھی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی شخصیت انگریزی دانی اور علمی بصیرت سے بہت متاثر تھا۔ اکثر پوچھتا تھا مرزا صاحب آپ نے انگریزی زبان کہاں سے سیکھی ہے۔ بہت عمدہ ادبی لب ولہجہ سے مزین زبان خدا کی دین تھی جس سے ہر شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ انہیں کیا پتہ تھا کہ اسکے پیچھے اسکے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی دعائیں ہیں۔

گھریلو باتیں

حضرت میر صاحب کی بیگم صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مریم ام طاہر کی پیاری بیٹی تھیں۔ جو جماعت میں بی بی باچھی کے نام سے معروف ہیں۔ یہ گھر کی مالکہ تھیں اور اپنے گھر کو جو قصر خلافت سے دار الصدر کی چھوٹی سڑک کے جنوبی کونے پر واقع ہے۔ ہمیشہ صاف ستھرا رکھتیں اور سجاتی رہتیں۔ انہیں اللہ تعالی نے تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سید قمر سلیمان صاحب سے نوازا تھا۔ گھر بھرا بھرا لگتا تھا۔ ایک روز مجھے آپ کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا تو برآمدہ میں ایک لڑکی کو دیکھا۔ میں نے کم عقلی سے پوچھا کہ کون تھی کیونکہ یہ نوکرانی تو لگتی نہیں۔ فرمانے لگے یہ میری پیاری بڑی بیٹی گوگو ہے۔ صاحبزادی امۃ المصوّر۔ پھر خود ہی فرمانے لگے اس کی انگریزی زبان بہت عمدہ ہے۔آٹھویں کلاس کی طالبہ ہے۔ بعد میں ان کی شادی ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب ابن حضرت مرزا منصور احمد صاحبؒ کے ساتھ ہوئی جو اب امیر جماعت احمدیہ امریکہ ہیں۔ صاحبزادی امۃ المصوّر صاحبہ کے انگریزی زبان میں بہت عمدہ علمی مضامین پڑھ کر حضرت میر صاحب کی بات یاد آجاتی ہے۔ جو انھوں نے 58 سال قبل کہی تھی۔

☆ اسی طرح ایک روز حضرت میر صاحب کے گھر بستر کے پاس کرسی پر بیٹھا تھا کہ اچانک دو بچیاں عمر 8-10 سال نمودار ہوئیں اور اپنے ابا کو سلام کر کے واپس چلی گئیں۔ میں نے پھر اپنی کم عقلی کا ثبوت دیا اور پوچھ لیا کہ یہ کون تھیں؟ فرمانے لگے یہ میری بیٹیاں ہیں۔ اب انھوں نے سونا ہے اور مجھے اطلاع دینے آئی تھیں کہ ابا ہم سونے جا رہی ہیں۔ میرا دل خوشی سے بھر گیا کہ کیسی اعلیٰ تربیت ہے کہ والد سے اجازت اور دعا لے کر جا رہی ہیں اور قرۃ العین ہوگئی ہیں۔

☆ میں اپنی کھلی اجازت سے فائدہ اٹھاتا تھا اور میر صاحب اور بی بی باچھی نے کبھی برا نہیں منایا، بلکہ ہمیشہ بڑے سلیقہ سے پرچ کے اوپر گلاس ٹھنڈے مشروب سے بھرا ہوا عطا کرتے، مہمان نوازی کرتے، حال احوال پوچھتے اور اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو حل بتا کر پریشانی دور کرتے۔

☆ ایک روز آپ کی کوٹھی میں ایک نحیف سی عورت کو دیکھا جس کے پاؤں بہت ہی چھوٹے چھوٹے تھے۔ پوچھا تو فرمانے لگے یہ محمد عثمان چوٗ چینی صاحب کی والدہ محترمہ ہیں جو 15 سال کے عرصہ دراز کے بعد انھیں ملنے آئی

ہیں اور ہماری مہمان ہیں۔ ان کے پاؤں اس لیے چھوٹے ہیں کہ وہاں ایک رسم تھی کہ لڑکیوں کو لوہے کے جوتے پہنا دیتے تھے جس سے پاؤں طبعی حالت تک نہیں پہنچ سکتے تھے اور بچیوں کو جوانی میں تیز چلنا دشوار ہو جاتا تھا۔

ان دنوں مکرم عثمان چینی صاحب کی سنگاپور کی رائل فیملی کی ایک عورت سے شادی بھی ہوئی۔ حضرت میر صاحب نے بتایا کہ مجھے یہ کفو نہیں لگا۔ مکرم عثمان صاحب متقی، مذہبی، عالم دین اور یہ رائل فیملی کی ناز و ادا میں پلی بڑھی خاتون ہیں لہٰذا نباہ کا امکان بہت کم ہے۔ حضرت میر صاحب کی بات سچی نکلی اور کچھ عرصہ بعد ہی علیحدگی ہو گئی۔

مکرم عثمان چینی صاحب جب کراچی میں مربی تھے تو آپ نے دوسری شادی چین میں اپنے علاقہ کی ایک نیک اور پاک سیرت لڑکی سے کی۔ محترم امیر صاحب کراچی مکرم چوہدری احمد مختار صاحب نے اسے بیٹی بنایا اور بیٹیوں سے بڑھ کر ان کا خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹے اور دو بیٹیوں سے نوازا جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے سبھی ڈاکٹرز ہیں اور جماعت کے خادم ہیں۔ حضرت میر داؤد صاحب کی راہنمائی اور مدد ہمیشہ چینی صاحب کو حاصل رہی۔ مکرم چینی صاحب جامعہ میں تعلیم کے دوران ہی صاحبِ کشوف بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی دعاؤں کا ثمرہ تھے جو جماعت احمدیہ میں اپنے کردار اور تقویٰ سے پہچانے جاتے تھے۔ آپ ہر جگہ عزت و احترام پاتے تھے۔ یہ ہے احمدیت کی برکت جو انہوں نے پائی۔ جامعہ میں ہم نے ان کی اقتدا میں 9 سال تک نمازیں پڑھیں۔ ہر رمضان المبارک میں ہم ان سے پوچھتے تھے کہ چینی صاحب! لیلۃ القدر دیکھی ہے؟ بعض اوقات کہتے کہ ہاں! آج خاص روشنی تھی یا کہتے کہ آج رات فلاں پہر ہلکی بارانِ رحمت تھی۔ حقیقی معنوں میں چینی صاحب پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ خلافت کے عاشق، نظامِ سلسلہ کے وفادار خادم اور بہترین مربی تھے۔ اکثر لوگ ان کے نمونہ سے متاثر ہوتے اور خلیفۂ وقت کو دعا کی عرض کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی دعا کا کہتے جو خلیفۂ وقت کی برکت سے قبول ہوتیں۔

☆...☆...☆

کچھ بھولی بسری سنہری یادیں

حضرت میر داؤد صاحب کو خلیفۂ وقت کے قرب کی وجہ سے مرکز ربوہ سے باہر جانا ہرگز پسند نہیں تھا۔ گرمیوں کی تعطیلات کے ایام بھی ہمیشہ ربوہ میں خلیفۂ وقت کے پاس گزارتے اور خدمت بجا لا کر فخر محسوس کرتے۔ ایک روز پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ فرمانے لگے کہ حضور کے قرب کے مقابلہ میں سیر و تفریح میں کوئی کشش نہیں ہے۔

٭حضرت میر صاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بے حد عشق تھا اور یہ چیز اپنے طلبہ میں بھی دیکھتے تو بے حد خوشی محسوس کرتے۔ ایک دن فرمانے لگے کہ یوسف کبولایا آف کینیا، جو آخری کلاس میں تھے، کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت طلبہ میں اجاگر کرتے اور فرماتے کہ یہ حضور علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ فرماتے تھے کہ تم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مجاہد ہو۔ خوش نصیب ہو کہ اس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ حق ادا کرنا تمہارا فرض ہے۔

٭سن 1969ء میں میر صاحب نے مجھے مسجد مبارک میں اعتکاف بٹھایا۔ پھر اس سال قادیان جانے والے قافلہ میں نام لکھوایا اور مولانا سلطان محمود انور صاحب، جو قافلہ کے ہیڈ مقرر ہوئے، کو فرمایا کہ مجید سیالکوٹی کے لئے بھی کوشش کرنا کہ اسے ویزہ ضرور ملے۔ آخری وقت میں بعض کے نام حکومت نے کاٹ دیے۔ الحمد للہ میرا نام بچ گیا اور قادیان جلسہ پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کا سلام پہنچا کر دل کو جو سرور ملا وہ ناقابل بیان ہے۔ بیت الدعاء میں دعا کرنے کا مزہ آ گیا۔ بلک بلک کر اور رو رو کر دعائیں مانگیں۔ مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، الدار، بیت العافیت اور سرخ چھینٹوں والے کمرہ میں دعائیں کیں۔ واپس ربوہ پہنچنے پر میر صاحب نے انتہائی تپاک سے استقبال کیا۔ میں نے جزاکم اللہ کے ساتھ تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

٭حضرت میر صاحب کو صحابہ سے تعلق بڑھانے اور ان کی صحبت میں بیٹھنے کا بہت شوق تھا۔ سن 1961ء۔1962ء میں آپ نے اپنے گھر میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی پرتکلف دعوت کا انتظام کیا اور ہمیں بھی شمولیت کی دعوت دی۔ حضرت میر صاحب ہر مہمان صحابی سے جھک کر مصافحہ کرتے۔ ایسی اعلیٰ دعوت میں نے زندگی میں پہلی دفعہ دیکھی اور کھائی تھی۔

٭حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ اور حضرت مولوی ابراہیم بقاپوری صاحبؓ کی وفات پر جس رنگ میں آپ نے ان کی خدمت کی اور ہماری ڈیوٹیاں لگائیں اور محلہ دار الرحمت سے بہشتی مقبرہ تک لے جانے اور تدفین کے مراحل مکمل کیے، وہ ان کی صحابہ سے محبت کی مثال ہے۔ اسی طرح ہمارے سامنے ان بزرگوں کی سیرت اور کارہائے نمایاں بھی بیان کرتے کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی کھلی دلیل ہیں۔ تم لوگوں نے بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنے عشقِ مسیح موعودؑ و عشقِ رسولؐ کے نمونے پیش کرنے ہیں۔ یہ میر صاحب کا کمال ہے کہ آپ نے ہم میں صحابہ سے محبت کے جذبہ کو پروان چڑھایا۔ اللہ آپ کو اس کی جزائے خیر دے۔

٭ایک دفعہ جامعہ کے کسی استاد سے پڑھاتے ہوئے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ خلیفۂ وقت کو ہی قرآن مجید کا سب سے بڑھ کر علم ہو۔ کسی عالم دین کو بھی یہ فہم قرآن ہو سکتا ہے۔ کسی طالبعلم نے یہ بات حضرت خلیفہ ثالث رحمہ اللہ تک پہنچا دی۔ حضورؒ کو یہ بات سخت ناگوار لگی۔ حضورؒ نے پرنسپل کو لکھ بھیجا کہ ایسی بات مجھے پہنچی ہے، تحقیق کریں کہ کس نے یہ بات کی ہے۔ اگر اس ادارہ میں طلبہ کو یہ چیز سکھائی جاتی ہے تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔

حضرت میر صاحب نے پہلے تو بلا مشروط معافی نامہ لکھا۔ پھر جامعہ کے طلبہ کو جون کے مہینہ میں روزہ رکھنے اور استغفار کرنے کا کہا اور جس استاد نے ایسی بات کہی تھی اسے کہا کہ حضور انور کے پاس جا کر وضاحت کریں۔ کافی دنوں بعد حالات نارمل ہوئے اور معافی ہوئی۔

٭ایک روز گرمیوں کے دنوں میں آندھی اور جھکڑ چلے۔ جامعہ اور گولبازار کے سائن بورڈ ادھر ادھر اُڑ گئے۔ جامعہ کے بعض طلبہ کو پتہ نہیں کیا سوجھی کہ انہوں نے وہ سائن بورڈ جامعہ میں پرنسپل کے دفتر اور کلاس رومز اور ہال پر آویزاں کر دیے۔ صبح جب پرنسپل صاحب جامعہ آئے تو دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے۔ پتہ چلا کہ چند طلبہ نے یہ کام کیا ہے جن میں دو خاندان کے طلبہ بھی تھے۔ حضرت میر صاحب نے سب کو فارغ کر دیا اور حضورؒ کو رپورٹ کر دی۔ حضرت میر صاحب نے برداشت نہ کیا کہ اس ادارہ کا جس کے وہ سربراہ ہیں کوئی اس طرح کا مذاق کرے۔ ادارے کا وقار قائم رکھنا آپ کی اولین ترجیح تھی۔ کچھ عرصہ بعد حضورؒ نے ان سب بچوں کو معاف فرما دیا۔

٭حضرت میر صاحب کو اپنے بیٹے مکرم سید قمر سلیمان صاحب کی تعلیم کی بھی فکر رہتی تھی۔ جامعہ کے ایک طالبعلم برادرم شیخ کریم الدین صاحب ہوا کرتے تھے۔ ان کی انگریزی زبان بہت اعلیٰ تھی۔ ہر وقت انگریزی لٹریچر اور ناول پڑھتے رہتے تھے۔ حضرت میر صاحب نے اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ مکرم سید قمر سلیمان صاحب کو انگریزی پڑھایا کرے۔ وہ پڑھاتے تھے اور میر صاحب اس کی بہت مدد فرماتے اور اس کی انگریزی زبان کے قائل تھے۔

برادرم کریم الدین صاحب نے مقالہ انگریزی میں لکھا تو مارکنگ کیلئے مکرم چوہدری محمد علی صاحب کے پاس گیا۔ مکرم چوہدری صاحب نے پڑھ کر اس نوٹ کے ساتھ واپس کر دیا کہ یہ جامعہ کے طالبعلم کی تحریر نہیں ہو سکتی۔ یہ تو کسی منجھے ہوئے انگریز ادیب کی تحریر ہے۔ حضرت میر صاحب نے مکرم چوہدری صاحب کو بلا کر سمجھایا کہ آپ اس پر نمبر لگائیں۔ میں اس طالبعلم کو جانتا ہوں۔ یہ اسی کی زبان اور تحریر ہے۔ میں نے شیر پالے ہوئے ہیں۔ برادرم کریم الدین صاحب کی انگریزی تقریر بھی بہت عمدہ ہوتی تھی۔

٭حضرت میر صاحب سے پھر میں نے ایف اے کے امتحان دینے کی منظوری لی۔ انہوں نے اس شرط پر منظوری دی کہ جامعہ شاہد کے امتحان بھی انہی تاریخوں میں ہیں۔ تمہارا امتحان سنٹر ٹی آئی کالج ہے۔ ایف اے کا امتحان دے کر جامعہ کا پرچہ دینا ہے۔ کوئی سہولت نہیں دی جائیگی۔ ایف اے کا امتحان دیا اور ایک دو پرچے صرف ڈیڑھ گھنٹے میں مکمل کر کے جامعہ آ کر شاہد کے پرچے دیے۔ جامعہ کے امتحان کا وقت 4 گھنٹے ہوتا تھا۔ شاہد کا پرچہ بھی بہت طویل ہوتا تھا۔

٭حضرت میر صاحب کی مہربانی کہ میں نے ایف اے کے امتحان میں اعلیٰ نمبر لیے اور وظیفہ منظور ہوا۔ مکرم رفیق روزی صاحب سے بعض کتابیں لے کر تیاری کی تھی۔

٭پھر بی اے کی تیاری کر رہا تھا کہ نائیجیریا کی راہ لی۔ میدان عمل میں یہ تیاری کام آئی۔ زبان سے ہی تو پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ الحمد للہ پھر کبھی مشکل پیش نہیں آئی۔ ایک دفعہ تو برادرم سید جلیل صاحب نے میری دلجوئی کی۔ میرے نزدیک برادرم سید جلیل احمد صاحب انگریزی سکولوں کے پڑھے ہوئے بہت اعلیٰ debater اور ٹی آئی کالج یونین کے صدر رہ چکے تھے۔ سیرالیون میں Tumbodu ٹاؤن میں احمدیہ سکول کے پرنسپل تھے۔ بڑی اچھی ایڈمنسٹریشن تھی۔ سکول اچھی طرح سنبھالا ہوا تھا۔ علاقہ میں سکول کا نام پیدا ہوا۔

٭ایک دن نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے اتفاقاً میری ڈیوٹی لگ گئی کہ دارالصدر کے حلقہ، جس میں میر صاحب کا گھر بھی آتا تھا، میں لوگوں کے دروازے کھٹکھٹا کر نماز کیلئے مسجد مبارک میں لایا کرو۔ حضرت میر صاحب کو اپنی ڈیوٹی کا بتایا۔ کہنے لگے کہ بہت اچھی بات ہے۔ بڑی سستی ہے، ضرور توجہ دلانی چاہیے۔ اصلاح وارشاد نے اچھا سوچا ہے۔ دوسرے دن ملے تو کہنے لگے میں نے بمّی (برادرم قمر سلیمان صاحب) کو کہہ دیا ہے۔ ویسے الحمد للہ ہم باقاعدگی سے آنے والے ہیں۔ ہم تو رہتے بھی مسجد کے پاس ہیں۔ فرمانے لگے کہ فلاں فلاں گھروں کے دروازے احتیاط سے کھٹکھٹانا کیونکہ انہوں نے حفاظتی کتے پالے ہوئے ہیں۔ میں نے چند اور خدام کو ساتھ لیا۔ میں مربی تھا اس لئے خدام احترام کرتے تھے۔ عشرہ تربیت اچھا گزرا۔ رپورٹ تسلی بخش تھی۔ ماشاء اللہ سب گھروں نے تعاون کیا۔ ان میں مکرم پیر معین الدین صاحب، میاں طیب صاحب، میاں صمد صاحب، میاں انس صاحب اور ایک سید فیملی تھی۔ ایک سے ایک اچھے لوگ تھے۔ حضرت میر صاحب کا تعاون تو غیر معمولی اور مثالی تھا۔

☆...☆...☆

غلام مصباح بلوچ

حضرت منشی خادم حسین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ

حضرت منشی خادم حسین صاحب رضی اللہ عنہ بھیرہ کے ایک شیعہ خاندان میں پیدا ہوئے۔ حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب بھیرویؓ سے وابستگی آپ کو احمدیت سے وابستہ کرنے کا باعث ہوئی۔ آپ خود بیان کرتے ہیں:

''یہ خاکسار جس کو ایک عرصہ تک شیعہ عقائد کی سچائی کا گمان رہ چکا ہے اور پھر مولانا مولوی نور الدین صاحب بھیروی کی زبان فیض ترجمان اور خامہ برکت شامہ کے فیض سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کی تصدیق ہوئی اور پھر اسی ناصح مشفق کے فرمودہ کے مطابق حضرت مہدی الزمان کی غلامی کا شرف حاصل ہوا۔''

(الحکم 31؍مارچ 1901ء صفحہ 11)

بیعت کے بعد نہایت مخلصانہ طور پر سلسلہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا نام 313 صحابہ کی فہرست میں 253 نمبر پر درج فرمایا ہے۔

آپ ایک علمی شخصیت تھے۔ نوشہرہ (صوبہ خیبر پختونخواہ) کے ایک رئیس میاں رحیم شاہ صاحب نے آپ کو اپنے دو فرزندگان کے لیے اتالیق مقرر کیا۔ 1902ء میں اسلامیہ ہائی سکول پشاور میں استاد مقرر ہوئے۔ آپ چونکہ علم دوست انسان تھے لہٰذا ہر روز بعد از نماز عصر اور کبھی کبھی جمعہ کے دن صبح سے احباب جمع ہوجاتے اور علمی محفل سجتی جو ازدیاد علم اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوتی۔ اسی محفل میں حضرت قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہوتے اور اسی کی برکت کے متعلق بیان کرتے ہیں:

''خاکسار نے بھی 15؍جنوری 1902ء کو آپ کی تحریک سے حضرت احمد علیہ السلام سے بذریعہ تحریر بیعت کی۔''

(تاریخ احمدیہ سرحد صفحہ 156 از حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ مطبوعہ 1959ء)

آپ کو شیعہ کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا اور شیعہ عقائد و روایات کے متعلق بڑی وسیع معلومات رکھتے تھے۔ بیعت کے بعد سے ہی شیعہ کتب کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق لکھنے کی طرف راغب تھے۔ آپ کا ایک مضمون ''تائیدات الرحمٰن علیٰ دعاوی امام الزمان'' اخبار الحکم میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے شیعہ کتب کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ثبوت دیا ہے۔

(الحکم 31؍مارچ 1901ء صفحہ 11)

ایک مرتبہ ایک صاحب نے اخبار ''چودھویں صدی'' راولپنڈی (پرچہ 8؍ستمبر 1901ء) میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کو غلط قرار دیا تو آپ نے شیعہ کتب سے ہی ملفوظات کی تائید پر مضمون لکھ کر بذریعہ اخبار الحکم اس کا جواب دیا۔

(الحکم 30 ستمبر 1901ء صفحہ 6 تا 7)

شیعہ ازم کے حوالے سے آپ کے مضامین تشحیذ الاذہان، بدر، الحکم، فاروق و الفضل وغیرہ میں شائع شدہ ہیں۔ رسالہ تشحیذ الاذہان میں چھپے ہوئے آپ کے مضامین کی فہرست ذیل میں دی جاتی ہے:

''تحقیقات واقعات کربلا'' (تشحیذ الاذہان دسمبر 1911ء صفحہ 464 تا 487)

''سلمان منّا اھل البیت'' (تشحیذ الاذہان جنوری 1912ء صفحہ 33 تا 35)

''شیعہ مذہب'' (تشحیذ الاذہان مارچ 1912ء صفحہ 103 تا 112)

''عبداللہ بن سبا'' (تشحیذ الاذہان مئی 1912ء صفحہ 202 تا 209)

''خواص الائمہ'' (تشحیذ الاذہان جون 1912ء صفحہ 317 تا 323)

''الملاحم'' (تشحیذ الاذہان ستمبر 1912ء صفحہ 409 تا 415)

''شیعیان قدیم'' (تشحیذ الاذہان نومبر 1912ء صفحہ 510 تا 515)

''واقعات کربلا'' (تشحیذ الاذہان دسمبر 1912ء صفحہ 558 تا 561)

''واقعات کربلا'' (تشحیذ الاذہان جنوری 1913ء صفحہ 17 تا 22)

''شمائل مرتضوی'' (تشحیذ الاذہان جولائی 1913ء صفحہ 349 تا 353)

''ان ارید الّا الاصلاح'' (حضرت علیؓ کے بارے میں نصاریٰ کے شیل فرقہ کی پیشگوئی کے متعلق) (تشحیذ الاذہان اکتوبر 1913ء صفحہ 507 تا 526)

''یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی'' (تشحیذ الاذہان نومبر 1913ء صفحہ 561 تا 568)

''تعزیہ داری ایران'' (تشحیذ الاذہان دسمبر 1913ء صفحہ 594 تا 598)

''خلفائے راشدین اور یزید کا مقابلہ'' (تشحیذ الاذہان جنوری 1914ء صفحہ 21 تا 36)

''اتحاد الفریقین فی اعتقاد الفریقین'' (تشحیذ الاذہان فروری 1914ء صفحہ 12 تا 40)

''السلام علیٰ حق الجدید'' (حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی صداقت کتب شیعہ سے) (تشحیذ الاذہان جون 1915ء صفحہ 22 تا 48)

''چند کارآمد حوالے'' (تشحیذ الاذہان اکتوبر 1917ء صفحہ 13 تا 24)

''بعض قرآنی پیشگوئیوں کا پورا ہونا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت'' (تشحیذ الاذہان دسمبر 1921ء صفحہ 25 تا 34)

شیعہ ازم کے متعلق اپنے مطالعے اور تحقیقات کے بارے میں آپؓ کا ایک اعلان اخبار بدر 23 مارچ 1911ء کے صفحہ 9 پر موجود ہے۔

آپؓ اپنی ملازمت کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر متعین رہے چنانچہ آپ کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پشاور، کلکتہ، دہلی وغیرہ میں ملازم رہے۔ شکارپور سندھ سے آپ کا بھجوایا ہوا مضمون اخبار فاروق 16؍مئی 1918ء صفحہ 5 اور 6 پر شائع شدہ ہے۔ اسی طرح مسئلہ نبوت اور کیا قادیان میں حج ہوتا ہے؟ کے عنوان پر آپ کی ایک شیعہ سے گفتگو کا احوال اخبار الفضل 14 مئی 1918ء کے صفحہ 9 اور 10 پر موجود ہے۔

شیعہ ازم میں آپ کا ید طولیٰ رکھنا اتنا معروف تھا کہ ایک مرتبہ لاہور میں سنی جماعت نے اہل تشیع سے مباحثے کے لیے آپ کی علمی خدمات حاصل کیں چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کی ڈائری 6؍نومبر 1921ء بعد نماز ظہر میں لکھا ہے:

''سید دلاور شاہ صاحب سیکرٹری تبلیغ لاہور نے عرض کیا کہ منشی خادم حسین صاحب بھیروی آج کل لاہور میں مقیم ہیں۔ چونکہ اس دفعہ شیعہ سنیوں میں چل گئی ہے اس لیے شیعوں کے بعض سوالات کے جواب میں سنیوں کو کچھ حوالوں کی ضرورت تھی۔ وہ مجھے ملے، مَیں نے اُن کو منشی صاحب سے ملا دیا ہے اور منشی صاحب نے قلمی مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ فرمایا یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہر میدان کے مرد ہمارے پاس ہیں۔ شیعوں کے مقابلہ کے لیے احمدیوں میں موجود ہیں۔ آریوں کے مقابلہ کے لیے احمدیوں کے پاس ہیں۔ عیسائیوں کے مقابلہ کے لیے احمدیوں میں ہیں۔ فرمایا ہمارے مخالف کیوں غور نہیں کرتے کہ جس قدر اسلام کے پہلوان ہیں وہ احمدیوں کے پاس ہیں۔ کیا ان سب اسلامی پہلوانوں نے نعوذ باللہ دجال ہی کے ہاتھ پر بیعت کرنی تھی ....''

(الفضل 28؍نومبر 1921ء صفحہ 11)

آپ شعر و شاعری کا بھی شوق رکھتے تھے اور آپ کا تخلص بھی خادمؔ تھا۔ آپ کی ایک نعت اخبار الحکم 31 جنوری 1899ء کے صفحہ 9 پر شائع شدہ ہے جس کا پہلا اور آخری شعر یوں ہے:

مرے جسم اور جاں اندر محمدؐ ہے محمدؐ ہے
مرے روحِ رواں اندر محمدؐ ہے محمدؐ ہے
محمدؐ کی محبت میں سدا سرشار ہے خادم
مرے دل اور زباں اندر محمدؐ ہے محمدؐ ہے

آپ کی اہلیہ اور ہمشیرہ کی وفات کا اعلان اخبار بدر 5 جنوری 1911ء کے صفحہ 2 پر یوں شائع شدہ ہے:

''منشی خادم حسین صاحب بھیروی مشہور نامہ نگار کی ہمشیرہ اور بیوی کا جنازہ پڑھا جائے۔'' اپنی اس بیوی کی وفات کے بعد آپ نے ایک اور شادی کی جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹا عطا فرمایا جس کا نام محمد یحیٰ رکھا گیا۔ (الفضل 2 مارچ 1928ء صفحہ 2) لیکن پانچ سال بعد ہی آپ کے اس اکلوتے بیٹے نے وفات پائی۔ (الفضل 10 جنوری 1933ء صفحہ 2) تاریخ احمدیت صوبہ سرحد کے مطابق آپ کی اور کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی صرف ایک بیٹی باقی رہی۔ آپ نے 1933ء میں وفات پائی۔ اخبار الفضل نے لکھا:

''نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے ..... کہ منشی خادم حسین صاحب خادم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی، مخلص، متقی اور نہایت قابل انسان تھے، 7؍نومبر کو صرف دو دن بعارضہ بخار بیمار رہ کر فوت ہوگئے، انا للہ و انا الیہ راجعون ..... مرحوم اپنے پیچھے چار لڑکیاں اور ایک بیوی چھوڑ گئے ہیں۔ نرینہ اولاد کوئی نہیں۔ احباب مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کریں۔''

(الفضل 12 نومبر 1933ء صفحہ 2)

اللھم اغفرلہ و ارحمہ

مبارز احمد ربانی

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند دلچسپ غیر مطبوعہ واقعات

خاکسار کو بچپن سے ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے صحابہؓ کی سیرت پڑھنے اور سننے سے دلچسپی رہی ہے۔ خلفاءِ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں صحابہؓ کرام کے حالاتِ زندگی کو جمع کر کے تحریری شکل میں لانے پر بہت زور دیا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ارشاد پیشِ خدمت ہے جو آپ نے ۱۹۵۵ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر احبابِ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’آپ لوگ تو قدر نہیں کرتے۔ جس وقت یورپ اور امریکہ احمدی ہوا تو انہوں نے آپ کو بُرا بھلا کہنا ہے کہ حضرت صاحبؑ کے صحابہؓ اور ان کے ساتھ رہنے والوں کے حالات بھی معلوم نہیں‘‘
(الفضل ۱۶ فروری ۱۹۵۶)

خلفاءِ احمدیت نے بڑے دردِ دل اور تڑپ کے ساتھ احبابِ جماعت کی توجہ اس طرف دلانے کی کوشش کی ہے کہ صحابہؓ کے حالاتِ زندگی کو جمع کر کے چھپوایا جائے۔ اس کا ایک مقصد آنے والی نسلوں کے لئے ان واقعات کو بطور راہنمائی محفوظ کرنا تھا۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے خاکسار اپنے خاندان میں موجود بعض اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند دلچسپ غیر مطبوعہ واقعات کو بطور ہدیہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق پا رہا ہے جو کہ خاندان کے بزرگوں سے سن کر اکٹھے کئے گئے ہیں۔ وَمَاتَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس الہام اِنِّی مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے ذریعے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس کی ہتک کروں گا جو تیری ہتک کا ارادہ کرے گا۔ یہ الہام نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں پورا ہوا اور ہو رہا ہے بلکہ آپ کے غلام بھی اس وعدے کے مصداق ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دورانِ تعلیم پیش آنے والا ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے۔ آپ حضرت صوفی شیخ مولا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف لاہور (جو کہ 313 صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے) کے بڑے صاحبزادے تھے۔

بی۔اے کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپؓ کو مزید تعلیم کے سلسلہ میں گھر سے ایک پرائیویٹ ہوسٹل میں منتقل ہونا پڑا۔ اس ہوسٹل میں مختلف کالجوں کے اور طلباء بھی رہا کرتے تھے۔ آپؓ نے چندہ اکٹھا کر کے ہوسٹل کے عین صحن میں ایک چبوترہ بنایا جس نے بعد ازاں مسجد کا رنگ اختیار کر لیا۔ آپؓ نے اپنے ہاتھ سے فرش لگایا، پانی کا مٹکا لا کر رکھا، لوٹے رکھے اور صفیں بچھا کر پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی کا انتظام کیا۔ آپؓ اذان خود دیتے اور غیر احمدی اصحاب کو بھی تاکید کرتے کہ وہ بھی نماز ادا کیا کریں۔ کئی طلباء نے قرآنِ کریم کا ترجمہ بھی پڑھنا شروع کر دیا تھا۔

اس ہوسٹل میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کہ دو مرید بھی تھے جو مذہبی اختلاف کی وجہ سے دشمنی رکھتے تھے۔ (پیر جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی فرقے کے پیر تھے اور جماعتِ احمدیہ کے سخت مخالفین میں شمار ہوتے تھے)۔ اس ہوسٹل میں ایک ڈاکٹر حمید اللہ بیگ صاحب بھی رہتے تھے وہ ان مریدوں سے مل گئے اور سازش کی کہ اس چبوترے پر احمدیوں کو نماز پڑھنے سے روکا جائے۔ عصر کی نماز کے وقت انہوں نے ایک لڑکے کو امام بنا کر کھڑا کر دیا اور پہلے نماز پڑھنے لگ گئے۔ ایک روز آپؓ نے کالج سے آنے کے بعد عصر کی اذان دی اور فوراً نماز شروع کر دی۔ ایک دو احمدی جو ہوسٹل میں آپ کے ساتھ رہتے تھے انہوں نے فساد سے بچنے کے لئے تجویز دی کہ آئندہ اذان نہ دیں۔ چنانچہ فساد بڑھنے کے اندیشہ کے پیش نظر آپ نے غیر احمدیوں کو کہا کہ کوئی بات نہیں ہم احمدی اندر نماز پڑھ لیا کریں گے۔ آپ اس جگہ نماز پڑھ لیں۔ آپؓ کو اس بات کی خوشی تھی کہ کم از کم مخالفت کی وجہ سے ہی سہی، غیر احمدیوں نے نماز تو پڑھنی شروع کر دی تھی۔

جب کچھ دن آپ چبوترے پر نماز پڑھنے کے لئے نہ آئے تو حمید اللہ بیگ صاحب کی تحریک پر پیر صاحب کے مریدوں نے اس چبوترے کی صفوں کو دھونا شروع کر دیا کہ مرزائیوں کے نماز پڑھنے سے یہ پلید ہوگئی ہیں۔ آپؓ نے بیان کیا کہ جب یہ مخالفت جاری تھی تو آپ نے اور حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ اس وقت وہاں موجود تھے) نے بڑے دردِ دل سے دعا کی کہ اللہ ہم کمزور ہیں تو ہماری مدد کر۔

چنانچہ ان دنوں اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد اس طرح کی کہ حمید اللہ بیگ جو اس ساری مخالفت میں پیش پیش تھا اور اس تحریک کا مدار المہام تھا سے کچھ ایسی غلطیاں سرزد ہوئیں کہ وہ پورے کالج اور ہوسٹل میں بدنام اور رسوا ہوگیا۔

حضرت لیفٹیننٹ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف مردان کی جرأت و بہادری کا واقعہ

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہمیشہ ضرورت مندوں اور کمزوروں کے کام آتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ اپنے کسی بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے روز کی تکلیف دور کرے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی فرمائے گا (بخاری)۔ اسی ضمن میں حضرت لیفٹیننٹ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف مردان کا واقعہ پیش ہے۔

آپؓ فوج میں ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن تھے۔ آپؓ بڑے خوش اخلاق، ایمان دار، علم دوست اور بہادر انسان تھے۔ آپؓ کا ایک واقعہ آپ کی بیٹی مرحومہ حسن آراء بیگم صاحبہ نے بیان کیا کہ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ سرحد کے جس علاقے میں رہتے تھے وہاں ایک مرتبہ ایک ڈاکو آگیا جس نے بڑی بڑی وارداتیں کر کے سب لوگوں کو پریشان کیا ہوا تھا۔ پولیس اسے گرفتار کرنے میں ناکام تھی۔ آپؓ نے ارادہ کیا کہ آپؓ اسے پکڑیں گے۔ چونکہ آپؓ فوج میں تھے اور ڈیوٹی پر تھے آپؓ نے اپنے چند ساتھیوں کو ساتھ لیا اور سارا شہر چھان مارا مگر وہ نہ ملا۔ بالآخر آپؓ کو خیال آیا کہ وہ شہر سے ملحقہ جنگل میں ہوسکتا ہے۔ آپؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگل کی طرف چل پڑے۔ شہر سے کچھ دور پہنچ کر آپؓ نے محسوس کیا کہ زمین اپنی اصلی حالت میں نہیں ہے بلکہ مٹی اوپر نیچے ہوئی ہوئی ہے۔ آپؓ نے مٹی ہٹائی تو نیچے ایک سرنگ نظر آئی۔ آپؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ باہر انتظار کریں اور آپؓ اکیلے سرنگ میں داخل ہوگئے اور کچھ ہی دیر میں اس ڈاکو کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئے۔ جب آپؓ کے ہاتھوں کی طرف دیکھا گیا تو وہ بہت زخمی تھے جس سے یہ پتہ چلتا تھا کہ سرنگ میں شدید مزاحمت ہوئی تھی اور بڑی مشکل سے اس ڈاکو کو پکڑا گیا تھا۔ یوں آپؓ نے علاقے کے لوگوں کو اس ڈاکو سے نجات دلائی۔

پہلی جنگِ عظیم کے اختتام پر برطانیہ میں ڈاکٹروں کی ضرورت تھی۔ ۱۹۱۹ میں ملٹری کی طرف سے آپؓ کی قابلیت کی بنا پر آپ کو

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

برطانیہ بھجوایا گیا اس طرح برطانیہ آ کر انسانیت کی خدمت کرنے کا بھی شرف آپ نے حاصل کیا۔

حضرت ملک عطاء اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف گجرات کا قبولیت دعا کا ایک واقعہ

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے: اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المؤمن: آیت ٦١) تم مجھے پکارو ۔ میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے جو دعائیں کی جاتی ہیں وہ عجب قدرتوں کے رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ یہ واقعہ اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت ملک عطاء اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے ملک بشارت ربّانی صاحب مرحوم نے میرے والدِ محترم ملک عابد ربّانی صاحب سے یہ واقعہ بار ہا دفعہ بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گجرات شہر تشریف لائے تو حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ نے اپنا ایک ایمان افروز واقعہ آپؓ کی خدمت میں یوں بیان کیا:

حضور پہلی جنگِ عظیم کے دوران فوجی ہونے کی بنا پر میں شام اور عراق کے محاذ پر فوج کے ساتھ تھا۔ ملکِ شام اور عراق کے درمیان دریائے فرات بہتا تھا۔ لوگ ایک پل کے ذریعے دریا عبور کرتے تھے۔ میری بڑی خواہش تھی کہ میں دریا کے پار جا کر مقدس مقامات کی زیارت کروں۔ ایک دن چھٹی تھی اور میں پل کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف ملکِ عراق میں چلا گیا۔ وہ پل رات کو اٹھایا جاتا تھا۔ میں نے سوچا کہ رات سے پہلے واپس ملکِ شام میں داخل ہو جاؤں گا۔ مقدس مقامات کو دیکھتے ہوئے مجھے وقت کا احساس نہ ہوا۔ میں جب واپس آیا تو پل اٹھایا جا چکا تھا۔ مجھے خوف ہوا کہ اگر میں واپس نہ پہنچا تو میرا کورٹ مارشل ہو جائے گا۔ میں نے دعا شروع کر دی۔ اتنے میں دریا میں سے چپو کے چلنے کی آواز آئی حالانکہ اس وقت دریا میں کشتی چلانا ممنوع تھا ۔ پھر مجھے غصّہ میں عربی زبان میں بولنے کی آواز آئی ۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ بے وقت آ جاتے ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ ہماری مدد کرو اور اونچی آواز میں کہا بیٹھ جاؤ ۔ چنانچہ میں کشتی میں بیٹھ گیا اور پھر اس نے مجھے دریا کے دوسرے کنارے اتار دیا۔ میں نے منہ دوسری طرف کر کے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جو کچھ موجود تھا نکال کر شرمندگی سے کہا کہ میرے پاس اس وقت اس رقم کے سوا کچھ نہیں ۔ جب کوئی آواز نہ آئی تو میں نے مڑ کر دیکھا کہ وہاں کوئی کشتی تھی اور نہ ہی کوئی شخص ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر فرمایا کہ یہ واقعہ لکھ کر بھیج دیں۔

اعلیٰ درجہ کی ایمانداری کا مظاہرہ

آپکی اہلیہ مرحومہ امّ سلمیٰ صاحبہ نے میرے والدِ محترم ملک عابد ربّانی صاحب سے آپکی ایمانداری کا ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک بار آپ ایک گلی میں سے گزر رہے تھے تو آپ کو چھن چھن کی آواز سنائی دی آپؓ نے دیکھا کہ ایک گائے کے منہ میں ایک تھیلی تھی۔ آپؓ نے گائے کے منہ سے تھیلی نکال لی، کھول کر دیکھا تو اس کے اندر ایک لاکھ روپیہ تھا۔ آپؓ کچھ دیر وہاں کھڑے رہے ۔تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے ایک شخص گزرا جو بہت گھبرایا ہوا تھا پوچھنے پر اس نے تفصیل بتائی کہ میری رقم والی تھیلی گم ہوگئی ہے۔ آپ نے مزید پوچھا کتنی رقم تھی اس کے صحیح بتانے پر آپؓ نے تھیلی اس شخص کے حوالے کر دی۔ وہ شخص ہندو تھا، بہت متاثر ہوا اور آپؓ کو 5 ہزار روپے بطور انعام دینا چاہا مگر آپؓ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میری ایمانداری کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ یہ صرف پیارے نبی کریم ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہے ۔

حضرت شیخ عبد الغفور صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف گجرات کا قبولیت دعا کا واقعہ

حضرت شیخ عبد الغفور صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک متقی، پرہیز گار، مخلص اور بے نفس انسان تھے ۔ آپؓ کی بڑی بیٹی ناصرہ احمد صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ :

آپؓ کا گجرات شہر میں شیخ الٰہی بخش و رحیم بخش بک سیلر اور پبلشر کے نام سے کاروبار تھا۔ کاروبار میں پیسوں میں کمی بیشی ،لینا دینا چلتا رہتا تھا۔ ایک بار مال آیا ہوا تھا مگر ادائیگی کے لئے پیسے نہ تھے بڑی کوشش کی مگر رقم کا انتظام نہ ہو سکا۔ آپؓ بہت پریشان تھے۔ آپؓ اپنے بھائی شیخ عبد الشکور صاحب مرحوم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دم سے اٹھ کر جوتی پہننا شروع کر دی۔ بھائی نے پوچھا کہاں جا رہے ہیں؟ آپؓ نے جواب دیا اپنے ایک دوست کے پاس جا رہا ہوں۔ گھر آئے کمرے کا دروازہ بند کیا اور نفل پڑھنے لگ گئے خوب دعا کی اور اس وقت تک سجدے میں گرے رہے جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی نہ دی۔ واپس دکان پر گئے تو بھائی نے پوچھا کہ کام ہو گیا ہے؟ آپؓ نے ہاں میں جواب دیا اور کہا کہ کل 11 بجے میرے دوست نے آنا ہے۔ اگلے دن وقت گزرتا جا رہا تھا مگر کوئی نہیں آیا تھا ۔ آپؓ اٹھ کر جانے لگے تو عین 11 بجے ایک آدمی آیا اور اس نے کہا میں نے اپنی بھینس فروخت کی ہے۔ آپؓ یہ پیسے اپنے پاس رکھ لیں۔ جب ضرورت ہو گی تو میں آپ سے لے لوں گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایک انسان کو بھیج کر آپؓ کی وقتی ضرورت پوری کی اور بعد میں اسے ضرورت پڑنے پر اس کی رقم واپس کر دی۔

الحمد للہ ۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کو اپنے قرب و جوار میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

طلوع وغروب آفتاب

21 جنوری 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:41	18:03
مدینہ منورہ	05:45	17:59
قادیان	06:02	17:53
ربوہ	05:42	17:33
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:25	16:35